

جسم کے نازک حصوں کو سُخ کرنے کے ایک درجن سے زیادہ واقعات روپورت ہو چکے ہیں۔"

لئے شیلر میں رہنے والی یہ لڑکیاں اس مشن میں دن رات اپنی ہر دوسرا واقعہ پہلے سے زیادہ اذیت ناک۔ گڑیا ہو زاہدہ ہو ممکن ہے مردوں لا ہوں پسناہوں سونی ہو یا مہمہ ناہ ہو جو دیکھی اسی اذیت ناک داستان سنانے کو تیار ہے جس سے روشنی کھڑے میں جس وقت ترانہ کے واقعہ پر نیلم چڑھویدی سے گفتگو کر رہا ہو جاتے ہیں۔

شیلر ہوم کی دوسری منزل پر ایک بڑا سا ہال ہے۔ اس میں آنکھوں میں صرف آنسو تھے بلکہ چہرے پر غم و خصسکی تھی تباہت دن میں لڑکیاں پڑھنا لکھنا کرتی ہیں یا پھر ٹکوناں کی ریہر سل کرتی ہیں، رات میں بیکھار کر میں کے وارث پیدا کئے۔ ان ہی مردوں نے مردوں کو جنم دیکھر میں کے وارث پیدا کئے۔ ان ہی مردوں نے عورتوں کو عزت و وقار دینے کے بجائے اسے نیلام گاہ اور بازار تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ریپ اور تیزاب سے جلانے کے واقعات اندر کرنٹ کی طرح تیزی سے آگے چڑھ رہے ہیں۔ آپ تو ایک ترانہ کو دیکھ کر دم بخود ہیں۔ لیکن آپھیں دیکھ کر اس نے اپنے آپ کو کچھ اور سیئنے کی کوشش کی۔ یہ گڑیا ہے، نیلم چڑھویدی نے جو مجھے شیلر ہوم کے کمپنیوں سے ملنے اور پلاسٹک چیزوں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "بڑی اچھی لڑکی ہے۔ اس سال اس نے اپنا پار ہوئیں کا امتحان پاس کیا ہے،" گڑیا سر جھکائے کھڑی تھی۔

گم سم۔ جیسے کہ رہی ہو۔ "اور بھی تو کچھ بتائیے۔"

جسم کے نازک حصوں کو سُخ کرنے کے ایک درجن سے زیادہ عورتوں پر ہونے والے مظالم کا احساس اور کس کو ہو گا۔ اس

لئے شیلر میں رہنے والی یہ لڑکیاں اس مشن میں دن رات اپنی زندگی کا ہر لمحہ لگا رہی ہیں۔"

تحامیں نے دیکھا کہ کینڈر میں کامسلنگ کی ذمہ دار رچنا کی ہو جاتے ہیں۔

شیلر ہوم کی دوسری منزل پر ایک بڑا سا ہال ہے۔ اس میں آنکھوں میں صرف آنسو تھے بلکہ چہرے پر غم و خصسکی تھی تباہت اور لبجھ میں تلخی بھی تھی۔ موقعہ ملتے ہی پھوٹ پڑی۔ "عورت کرتی ہیں، رات میں بیکھار کر میں کے وارث پیدا کئے۔ ان ہی مردوں نے مردوں کو جنم دیکھر میں کے وارث پیدا کئے۔ ان ہی مردوں نے عورتوں کو عزت و وقار دینے کے بجائے اسے نیلام گاہ اور بازار تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ریپ اور تیزاب سے جلانے کے واقعات اندر کرنٹ کی طرح تیزی سے آگے چڑھ رہے ہیں۔ آپ تو ایک ترانہ کو دیکھ کر دم بخود ہیں۔ لیکن صرف کامپور میں گذشتہ ڈیڑھ سال میں تیزاب ڈال کر چہرہ اور

بوئے جاتے ہیں بیٹھ اور آگ جاتی ہیں بیٹھ کھاد پانی بیٹھ میں اور لہلہتی ہیں بیٹھیں۔ یہ مضرعہ شائد گزیا کے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔

کے گھے سکھی کینڈر کا شیلر ہوم اس وقت ریاست میں حالات کی ماری ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کی ایک ایسی پناہ گاہ ہے

جس سے ملک ہزاروں عورتوں کا پور شہر اور اس سے متصل تقریباً ۱۲۰ بستیوں میں جنس کی بیاناد پر کئے جانے والے

امتیاز کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ گذشتہ دونوں امریکی سفارت خانے نے المی گرامنیس کے تحت سکھی کینڈر کے ایک پروجیکٹ

"فردرنگ و بیمن رائنس ان اتر پردیش" کے لئے مالی تعاون فراہم کیا ہے جس کے بعد کامپور کے علاوہ اب لکھنؤ اور جھانسی میں بھی سینفر قائم کئے گئے ہیں۔ سکھی کینڈر کی صدر نیلم

چڑھویدی کہتی ہیں کہ "اگر کام لگن اور ایمانماری سے کیا جائے تو پیسے بھی مسئلہ نہیں ہوتا۔ آپ اپنے کام کے ذریعہ اپنا اعتبار بنائیے۔ لوگ تعاون لیکر خود آپ کے پاس آئیں گے۔

"امبول نے ترانہ کے ترانہ کے کیس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "ترانہ تقریباً تین میٹنے اپتال میں رہی۔ لاکھوں کا خرچ تھا لیکن بھی پیسوں کی وجہ سے اس کے علاج و معالجہ یا ملزموں کو جیل تک پہنچانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔" اس

وقت ان کے شیلر ہوم میں دو درجن سے زائد حالات کی ماری لڑکیاں اور عورتوں میں اپنی زندگی سوارنے کی کوششوں میں گئی ہوئی ہیں اور وہ خودا ب دوسروں کے لئے کامسلنگ کا کام کر

بُنے جاؤ ہے ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن

اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن

اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن

اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن

اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن

اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن  
اوہ ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن ہُن





گھریا پور بامگاون میں عورتوں کے درمیان کاؤنسلنگ کا کام کرتی ہوئی سکھی کیندر کی کارکن شباشی چتر ویدی۔

لگجھیے اس بڑے سے بال میں چاروں طرف سے بڑے بڑے اسکرین گلے ہوئے ہیں اور ہر اسکرین پر اذیت و دردناکی کے مناظر دکھائے جا رہے ہیں۔ کوئی گھر بیٹھنے والی داستان نہ ہے، کوئی آبرو زیبی کا بیان نہ ہے۔ کسی میں عورتیں سامان تجارت کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی اور خرید فروخت کی جا رہی ہیں۔ نہ عمر کی کوئی قید ہے نہ مہب و نسل کی کوئی تفریق۔

عیاشوں اور برداہ فروشوں کے آپسی تفاوتوں سے چلنے والی صرف نازک کا احتصال کرنے اور انہیں جریه ٹکم بنانے کی یہ ایک اسی منڈی ہے جہاں آمدی اور ذاتی منافع کے لئے سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے۔ نیشنل کرام ریکارڈس یورو (این سی آرپی) کے مطابق ہر سال ملک میں جنی جوانیت کے تقریباً چارہ ہزار کیس رجسٹر کئے جاتے ہیں۔ لیکن اصل تعداد کتنی زیادہ ہو سکتی ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ عورتوں کی برداہ فروشی اور جنسی زیادتی کے ۲۰ سے ۷۰ فیصد تک واقعات کہیں رپورٹ ہتی نہیں کئے جاتے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں آج بھی اس قسم کے مسائل کو سر عام لانے کی اب بھی لوگ ہمت نہیں کر پاتے ہیں کیونکہ معاشرے میں اس کے بعد ان کے لئے باعزت زندگی لگانا آسان نہیں رہ جاتا۔ خود ظلم کی شکار عورتوں یا لاکریوں کے والدین کے لئے یہ ایک بہت کھنڈ مرحلہ ہوتا ہے جس کے لئے وہ خود کو جانتیں کر پاتے۔

دیدیا۔ باپ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے انکل نے اسے اپنے گھر رکھ لیا ہے لیکن اس کے غائب ہونے کے بعد کی شرمندگی کی وجہ سے اپنے گھر لانے کی اس کے اندر ہمت نہیں تھی۔ کچھ اسی دنوں بعد انکل نے بھی دست درازی شروع کی اور سلسہ بڑھتا ہی گیا۔ گڑیا کے لئے اب سارے رشتے ذیل ہو کرہے ہیں۔ نہ عمر کی کوئی قید ہے نہ مہب و نسل کی کوئی تفریق۔

**نہ جانے حالات سے مجبور کتنی عورتیں ٹریفیکنگ کے ذریعہ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچائی جا رہی ہیں اور ان کا صرف ایک ہی استعمال ہو رہا ہے**

لگجھیے۔ خود کشی کی کوشش ناکام ثابت ہوئی اور سکھی کیندر کی رپورٹ ہتی نہیں کئے جاتے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں آج بھی اس قسم کے مسائل کو سر عام لانے کی اب بھی لوگ ہمت نہیں کر پاتے ہیں کیونکہ معاشرے میں اس نے پیسے کی طلب میں اندھے اپنے باپ کے ذریعہ کاری گئی تینوں شادیوں کی رواد اسائی پھر سپنا کی رواد اپیش کی گئی۔ ایسا

آنٹویں تک پڑھنے کے بعد گڑیا نے ماں کے کہنے پر پڑھائی چھوڑ دی اور گھر کے کاموں میں ماں کا تھہ بنا نہ گلی۔ گڑیا کے گھر سے آئی ہوئی ایک آئنی اور اس کا نوجوان بیٹا اس کے پڑوس میں پکھا ہی دنوں پہلے آکر رہنے لگے تھے اور گڑیا کے گھر ان کی اچھی آمدورفت ہو گئی تھی۔ ایک دن وہ آئنی مارکیٹ کے بہانے سے ماں کی اجازت لیکر گڑیا کو اپنے ساتھ بازار لے گئی۔ گریا کہتی ہے کہ ”بازار میں آئنی اور اس کے بیٹے کے ساتھ میں نے ناشتہ کیا، اتنا تو مجھے یاد ہے لیکن کانپور سے میلوں دور اس دوسرے انجان شہر میں کب اور کیسے پکھی، مجھے کچھ پہنچیں۔ میرے رونے پیٹھے پر مجھ سے کہا گیا کہ میری شادی اس کے بیٹے سے ہو گئی ہے اور اسے اب پوری زندگی اسی کے ساتھ گذرا رہی ہے۔ میری شادی اس آئنی کے بیٹے سے ہوئی تھی یا نہیں لیکن میں ہر رات ایک نئے مرد کے ساتھ گذارنے کے لئے تیار کی جاتی تھی۔“ صرف ۱۶ سال کی عمر میں احتیاط کے باوجود گڑیا ماں بن گئی۔ کچھ ہی دنوں بعد تیچھ خود مر گیا اسے مار دیا گیا یہ تو خود گڑیا کو بھی نہیں معلوم لیکن تیچھ کی موت کے بعد گڑیا کہتی ہے کہ اس نے اس جنم سے بھاگنے کا ارادہ کر لیا۔ سیدھے ماں باپ کے گھر تپنچے کے بجائے اپنے باپ کے ایک دوست ”انکل“ کے گھر تپنچی اور انکل نے بھی تیچھ مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں پناہ

انحصار نہیں کرتی۔ اس سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ آپ کسی مخصوص فیلڈ میں کوئی بڑا کام نہیں کر پاتے ہیں۔ میں نے امریکہ میں دیکھا کہ اس جانب خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور لوگ جس فیلڈ میں کام کرنے کا منصوبہ بناتے ہیں اسی میں پورے تن من و میں سے لگ جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مطلوبہ تنائج برآمد ہوتے ہفتون یا شاپٹ فلاحی کاموں کے لئے وقف کرتے ہوئے دیکھا ہے جو فلاحی تنظیموں کے کل وقت یا جزو قوت کارکنوں کے ساتھ کر اسی بحثیگی سے کام کرتے ہیں جس بحثیگی سے تنظیموں کے باضابطہ کارکن کرتے ہیں۔ نیم کہتی ہیں کہ ”میرا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

زیدہ نے میرے سامنے چائے کی پیالی رکھی اور ساتھ ہی ایک مقایی اخبار کا صفحہ نمبر تین کھول کر بچھا دیا۔ دو رکھیں تصویریں، جس میں کئی عورتوں، جن میں کچھ بے شیر خوار بچپن کو اٹھائے ہوئی تھیں، کے ساتھ ایک تفصیلی خبر جھپپی تھی۔ ”اہم آباد کے سینی ہوٹل میں چھاپے پار کر پاؤں نے دودر جن سے زائد جسم فروشی کرنے والی عورتوں کو گرفتار کیا۔ مدھیہ پر دلیش کے مختلف علاقوں سے نوکری کا جھانسہ دیکھ لائی تھی عورتوں قبیل خانوں تک پہنچا گئی۔“ زیدہ نے میری جانب اس طرح دیکھا چیزیں کہنا چاہتی ہو۔ ”یہ کوئی پہلا وحشی کچھ تھوڑی تھی ہے۔ نہ جانے کتنی حالات سے دوسرا کو نہ نکل پہنچائی جا رہی ہیں اور ان کا صرف ایک ہی استعمال ہو رہا ہے۔“

اس مہلک کاروبار سے دنیا کا کوئی ملک بچا ہوا نہیں ہے۔ یہ اس ڈپارٹمنٹ آف لیبر کے ایک جائزہ کے مطابق صرف امریکہ میں ہر سال ۵۰ ہزار عورتوں اور بچوں کی ٹریبلیکنگ ہوتی ہے۔ کچھ کھانے پینے کے ہوٹلوں میں مزدوری کرتے ہیں، کچھ گھر بیلڈ کام کاچ میں لگائے جاتے ہیں، کچھ کے نصیب میں کھیتی بازاری کی بندگی و دو آتی ہے، لیکن سب سے بڑی تعداد جسم فروشی کے بازار کی زیستی تھی ہے جہاں انہیں صرف ذہنی و جسمانی اذیت اور بے حرمتی ہی نہیں ملتی بلکہ ان میں بعض کو ایڈریز کی شکل میں موت کا وہ پروانہ بھی ملتا ہے جس میں اس کا شکار ہونے والے لوگوں کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے۔

ہندوستان میں سفیر برائے امریکہ ڈیوڈ ملنورڈ کہتے ہیں کہ، ”گذشتہ چند رہسوں میں بردہ فروشی کے خلاف کوششوں میں امریکہ نے ۳۰۰ میلین ڈالر خرچ کئے ہیں اور اس دوران ۲۲ ہندوستانی مختلف پروجیکٹوں کے لئے تقریباً ۹۰ لاکھ روپے کی گرانٹ پیش کی گئی ہے۔“ حکومت ہند نے بھی اس جانب توجیکی ہے اور ۱۹۹۸ میں ڈپارٹمنٹ آف ویمنین اینڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ نے بچوں اور عورتوں کے جنسی احتصال اور بردہ فروشی کے خلاف جگ کے لئے ایک پلان آف ایکشن ترتیب دیا ہے اور مختلف این جی اوز کے ساتھ کام کرتے ہوئے مہاراشٹر تاہل ناڈ او اندھرا پردیش اور وہابی میں کافی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن نیم چڑی ویدی کا خیال ہے کہ یہ کوششوں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی ہیں جب تک معاشرے کا عام آدمی بھی اس احتت کے خلاف اٹھ کرڑا ہو۔



میں اپنی اگلی منزل کے لئے سامان سفر پاندھہ رہا تھا اور میرے ذہن میں اس مخصوصی دلیل تکی بے ماں کی بڑی سپتا کا سرپا بار بار گروہیں کر رہا تھا جسے صرف ۱۳ سال کی عمر میں ماں بننے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔ ایک چھوٹی سی بچی اور اس کی گود میں ایک اور چھوٹی سی بچی۔ میں نے پوچھا تھا، ”یہ تمہارا بھائی سرکاری یا نیتی کوشش کا میاب نہیں ہو سکتی ہے۔“ نیم کہتی ہیں کہ ”ہمارے بیہاں ایک عام انداز یہ ہے کہ ایک ہی آر گنائزیشن مختلف انداز کے کام کرتی ہے اور وہ کسی خاص میدان میں اپنا آسانی سے کہہ دیتی ہے۔“ □

گزیا ہو، زیدہ ہو، میگھنا ہو، مردو لا ہو، سپنا ہو، سونی ہو، یا مامہ ناز، ہر وجود ایک ایسی کھانی سنارہاہے جس سے دونوں گھنٹے کھنٹے ہو جاتے ہیں۔

خیال ہے کہ عام لوگوں کے اس جذبے کے بغیر کوئی بھی سرکاری یا نیتی کوشش کا میاب نہیں ہو سکتی ہے۔ نیم کہتی ہیں کہ ”ہمارے بیہاں ایک عام انداز یہ ہے کہ ایک ہی آر گنائزیشن مختلف انداز کے کام کرتی ہے اور وہ کسی خاص میدان میں اپنا آسانی سے کہہ دیتی ہے۔“